"رکو۔ تم کتنے ظالم ہو۔ براہمن ہوتے ہوئے بھی تم بکری کو مار رہے ہو" کاکا صاحب نے حکم کی تعمیل کی اور چھری کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہا:

"آپ کے امرت جیسے الفاظ ہمارے لیے قانون کی طرح ہیں اور ہم کوئی قانون یا حکم نہیں جانتے۔ ہم ہمیشہ آپ کو یاد کرتے ہیں، آپ کی شخصیت کا دھیان کرتے ہیں اور آپ کے حکم کی دن رات تعمیل کرتے ہیں۔ ہم آپ کے احکامات کو عقل و دانش کے ترازو پر نہیں تولتے نہ ان کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ صرف ان کی فوراً اور واضح تعمیل کرتے ہیں۔ اسی کو ہم اپنا فرض یا دھرم سمجھتے ہیں"۔

تب بابا نے کاکا صاحب سے کہا کہ وہ خود قربانی کرنے کا کام کریں گے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ بکری کو تکیے والی جگہ پر قربان کیا جائے جہاں فقیر لوگ بیٹھتے تھے۔ جب بکری کو اس طرف لے جایا جا رہا تھا تو راستے میں بکری گر کر مر گئی۔

ہیماڈ پنت اس باب کو مریدوں کی قسموں کے بیان کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں تین قسم کے مرید ہوتے ہیں پہلی قسم یا سب سے بہتر قسم ان مریدوں کی ہوتی ہے جو پہلے جان لیتے ہیں کہ گورو کیا چاہتا ہے اور اسکے کہنے کے بغیر ہی فوراً وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جو ان کے گورو چاہتے ہیں۔ تیسری قسم کے مرید معمولی قسم کے ہوتے ہیں جو گورو کے حکم کی تعمیل کو ملتوی کرتے جاتے ہیں اور ہر قدم پر غلطیاں کرتے ہیں۔

مرید کو اپنی ذہانت کو کام میں لاتے ہوئے اپنے گورو پر پورا اعتماد ہونا چاہیئے اس سے زیادہ اس میں صبر و تحمل ہونا چاہیئے۔ یہ اگر ہے تو ان کی روحانی منزل پھر دور نہیں ہوتی۔ اسے اپنے آتے جاتے سانس پر بھی پورا کنٹرول ہونا چاہیئے۔ اس کے لیے ہٹھ یوگ کی مشکل ورزش کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ جب مریدوں میں یہ خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں تو پھر ان کے پیر و مرشد سامنے آجاتے ہیں جو انھیں روحانی سفر کی تکمیل تک لے جاتے ہیں۔

تھے۔ بابا نے انھیں بکری کو ایک ہی وار سے ذبح کر کے اسے صدقے کے طور پر تقسیم کرنے کے لیے کہا۔ سائی بابا اس بڑے بابا کی عزت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ سائی بابا کے دائیں طرف بیٹھتے تھے۔ تمباکو کی چلم بھی پہلے وہی پیتے اور پھر سائی بابا اور دوسروں کو پینے کے لیے دی جاتی۔ دوپہر کو جب کھانا لگایا جاتا تو سائی بابا انھیں بلاتے اور اپنے بائیں ہاتھ بٹھاتے اور پھر سب کھانا کھانا شروع کرتے۔ سائی بابا دن بھر کی حاصل کی ہوئی دکشنا کی رقم میں سے روز 50 روپے دیتے۔ وہ جب بھی جاتے بابا تقریباً سو قدم تک ان کے ساتھ الوداع کہنے کے لیے جاتے۔ بابا کی نظر میں ان کو یہ حیثیت تھی۔ لیکن جب بابا نے انھیں بکری ذبح کرنے کے لیے کہا تو انھوں نے یہ کہتے ہوئے صاف انکار کر دیا کہ اس کو خواہ مخواہ کیوں مارا جائے۔ تب سائی بابا نے شاما سے اسے مارنے کے لیے کہا۔ شاما نے رادھا کرشنا مائی کے پاس سے چاقو / چھری لا کر بابا کے سامنے رکھ دیا۔ مائی کو معلوم تھا کہ چھری کیوں لی جا رہی ہے اس لیے وہ فوراً واپس مانگ لی۔ تب شاما دوسری چھری لانے کے لیے گیا لیکن جلدی واپس نہ آیا۔ اب کاکا صاحب دیکشت کی باری آئی۔ وہ بے شک کھرے سونے جیسا تھا لیکن اس کی ابھی تک آزمائش نہیں کی گئی تھی۔ بابا نے اس سے چھری لا کر بکری کو مارنے کے لیے کہا۔ وہ بابا کے حکم پر اسے مارنے کے لیے تیار تھا۔ وہ ایک خالص براہمن خاندان میں پیدا ہوا تھا اور مارنے کے فن سے آشنا نہیں تھا۔ حالانکہ وہ تشدد کے کسی بھی کام کے سخت خلاف تھا لیکن وہ بکری کو مارنے کے لیے تیار ہو گیا۔ سب لوگ حیران تھے کہ بڑے بابا مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کو مارنے کے لیے تیار نہ تھے جب کہ یہ خالص براہمن اسے مارنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ دکشت نے اپنی دھوتی کو ٹھیک سے کسا اور پھر دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے بابا کی طرف آخری اشارے کے لیے دیکھنے لگا۔ بابا نے پوچھا تم کیا سوچ رہے ہو؟ چھری چلاؤ۔ تب جب کہ ہاتھ نیچے آنے ہی والا تھا بابا نے کہا۔

پنچوں نے وبا پر قابو پانے کے لیے مل کر دو احکامات جاری کیے۔ ایک یہ کہ بالن لانے والی کسی گھوڑا گاڑی کو گانو میں نہ آنے دیا جائے اور دوسرا کسی بکری کو وہاں نہ مارا جائے۔ اگر کسی نے بھی ان احکامات کو توڑا تو اسے گاؤں کے پنچ جرمانہ کریں گے۔ بابا جانتے تھے کہ یہ سب کچھ محض توہمات کی وجہ سے تھا اس لیے انھوں نے احکامات کی کوئی بھی پرواہ نہ کی۔ اسی زمانے میں جب یہ احکامات نافذ تھے وہاں بالن لے کر ایک گھوڑا گاڑی آئی جو گاؤں میں داخل ہونا چاہتی تھی۔ گاؤں کے سب لوگ یہ جانتے تھے کہ وہاں بالن کی سخت قلت ہے۔ اس کے باوجود لوگوں نے گاڑی بان سے کہا کہ وہ گاڑی کو مسجد لے جائے۔ بابا کے حکم کی مخالفت کرنے کی کسی میں ہمت نہ ہوئی۔ انھیں اپنی دھونی کے لیے بالن کی ضرورت تھی اس لیے انھوں نے وہ بالن خرید لیا۔ ایک اگنی ہوتری کی طرح جو اپنی دھونی کو ہمیشہ جلائے رکھتا ہے بابا نے بھی اپنی دھونی کو ہمشیہ دن رات جلائے رکھا تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ بالن کو ہمیشہ جمع رکھتے۔ بابا کے گھر یعنی مسجد کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ وہاں کوئی تالا وغیرہ نہ ہوتا تھا۔ اس لیے کچھ غریب لوگ وہاں سے جلانے کے لیے بالن لے جاتے تھے۔ بابا اس پر کبھی شکایت نہ کرتے۔ بابا کو معلوم تھا کہ خدا ہر شئے میں موجود ہے اس لیے وہ کسی سے دشمنی یا نفرت نہ کرتے تھے۔ وہ اگرچہ ہر شے سے بے تعلق تھے لیکن ایک گھر گرہستی والے انسان کی طرح عمل کرتے تا کہ لوگوں کے سامنے مثال قائم ہو۔

گورو بھگتی کی دشواری

آیئے اب ہم دیکھیں کہ ہیضے کے دوسرے حکم نامے سے متعلق بابا پر کیا بیتی۔ جب کہ ابھی وہ نافذ تھا تو کوئی شخص ایک بکری یا بھیڑ مسجد میں لایا۔ وہ بہت کمزور، بوڑھی اور مرنے والی تھی۔ اس موقعے پر مالی گاؤں کے بڑے بابا فقیر پیر محمد بھی موجود

مسجد اس کا گھر اور سائی بابااس کی آخری جائے پناہ تھی۔ اگر یہاں اسے نکال دیا گیا تو وہ کہاں جائے گا۔ اس نے زندگی کی ساری امید چھوڑتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔ تھوڑی دیر کے بعد بابا معمول کی حالت میں لوٹ آئے۔ اب شاماان کے قریب جاکر بیٹھ گیا۔ تب بابا نے اس سے کہا "گھبراؤ نہیں۔ پرواہ مت کرو تمھیں یہ رحیم فقیر بچائے گا۔ جاؤ اپنے گھر جاکر آرام سے بیٹھو۔ باہر مت نکلو، مجھ پر بھروسا رکھو، بے فکر رہو اور پریشان نہ ہو" تب اسے گھر بھیج دیا گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ہی بابا نے تاتیا پاٹل اور کاکا صاب دیکشت کو ہدایات دے کر اس کے پاس بھیجا کہ وہ جو چاہتا ہے یا جو چیز اسے پسند ہے اسے کھائے گھر میں ادھر ادھر ٹہلے اور کسی بھی صورت میں نہ لیٹے نہ سوئے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان ہدایات پر عمل کر کے شاما ٹھیک ہو گیا۔ اس سلسلے میں ایک بات یاد رکھنے کی ہے وہ بابا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ "جاؤ بھاگ جاؤ نیچے اترو"۔ یہ الفاظ شاما کے لیے نہیں بلکہ سانپ کو حکم دینے کے لیے کہے گئے تھے تاکہ اس کا زہر شاما کے رگ و پے میں سرایت نہ کرے۔ دوسرے منتر شاستر کو جاننے والوں کی طرح بابا کو کچھ بھی پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ نہ کوئی چاول یا پانی چھڑکنے کی ضرورت تھی۔ بابا کے الفاظ شاما کی جان بچانے میں تیر بہ ہدف ثابت ہوئے تھے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری کہانیوں کو سننے والے کے دل میں بابا کے قدموں کی کرامات پر پورا اعتقاد ہو جائے گا۔ اس مادی دنیا کے سمندر کو پار کرنے کا یہی ایک واحد وسیلہ ہے کہ ہمیشہ بابا کے قدموں کو دل میں یاد کیا جائے۔

ہیضے کی وبا

ایک بار شرڈی میں ہیضے کی وبا نے تباہی نازل کی۔ مقامی لوگ بہت پریشان تھے اور انھوں نے بیرونی دنیا سے ڈر کے مارے سارے تعلقات منقطع کر دیے۔ گاؤں کے

شیاما کے سانپ کے کاٹنے کا علاج

کہانی شروع کرنے سے پہلے ہیماڈ پنت روح کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے اسے طوطوے سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ پھر دونوں کو قیدی بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ روح جسم میں قید ہوتی ہے جب کہ طوطا لوہے کے پنجرے میں۔ دونوں یہ سوچتے ہیں کہ ان کی موجودہ قید ان کے لیے بہتر ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب گورو مہاراج خدا کی مہربانی سے دونوں کی آنکھیں ایک وسیع دنیا میں کھولتے اور انھیں قید سے آزاد کرتے ہیں۔ اس وسیع تر دنیا کے مقابلے میں ان کی اپنی محدود دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

پچھلے باب میں ہم نے بتایا ہے کہ بابا کو کس طرح اس مصیبت کا پہلے ہی پتہ چل گیا تھا جو مسٹر مری کر پر نازل ہونے والی تھی اور کس طرح اس کو اس سے بابا نے بچایا۔ اب آیئے ہم آپ کو اس سے بھی زیادہ اچھی کہانی سناتے ہیں۔ ایک بار شاما کو زہریلے سانپ نے کاٹا۔ اس کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر سانپ نے ڈنک مارا اور زہر پورے بدن میں پھیلنے لگا۔ درد بہت شدید تھا جس کی وجہ سے شامانے سوچا کہ وہ جلد ہی مر جائے گا۔ اس کے دوست اس کو بھگوان وِٹھوبا کے پاس لے جانا چاہتے تھے جہاں اکثر اس قسم کے لوگوں کو لے جایا جاتا تھا لیکن وہ مسجد کی طرف بھاگا جہاں اس کا بھگوان وٹھوبا (سائی بابا) مقیم تھا۔ جب بابا نے اسے دیکھا تو انھوں نے اس کو گالیاں دینا شروع کیں۔ انھوں نے غصے میں آتے ہوئے کہا:-

"او زہریلے بمن ؔ(برہمن)☆ اوپر مت چڑھو۔ خبردار اگر تو نے ایسا کیا پھر انھوں نے گرجتے ہوئے کہا "جاؤ بھاگو، نیچے اتر آؤ" بابا کو اس طرح غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے دیکھ کر شاما کو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ وہ بہت مایوس ہو گیا۔ اس نے سوچا

☆بمن ؔ= بامن = براہمن۔ سانپ پچھلے جنم میں براہمن تھا۔

ہیں اور کیا کھاتے ہیں وغیرہ۔ ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ خدا کی مدد سے وہ خود کو اس دنیا میں ظاہر کرتے ہیں تاکہ جاہلوں کو جہالت سے نجات دلائیں اور زنجیروں میں جکڑی ہوئی روحوں کو آزاد کرائیں۔

یوگ اور پیاز

ایک بار ایسا ہوا کہ یوگ کی مشق کرنے والا ایک شخص نانا صاحب چندورکر کے ہمراہ شرڈی آیا۔ اس نے یوگ سے متعلق ساری کتابیں پڑھی تھیں جن میں مہاریشی پتن جلی کے یوگ سے متعلق سوتر بھی شامل تھے لیکن اسے تجربہ حاصل نہیں تھا۔ وہ تھوڑے وقت کے لیے بھی اپنے خیالات کو ایک نکتے پر مرکوز کر کے سادھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر سائی بابا اس پر مہربان ہو جاتے ہیں تو وہ اسے طویل وقت تک سادھی، میں ڈال اس سلسلے میں رہنمائی کریں گے۔ اس مقصد کے تحت وہ شرڈی آ گیا۔ جب وہ مسجد میں گیا تو اس نے سائی بابا کو پیاز کے ساتھ روٹی کھاتے ہوئے دیکھا۔ اس کے دل میں ایک خیال آیا کہ یہ آدمی جو پیاز کے ساتھ باسی روٹی کھا رہا ہے کس طرح اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے اس کی مدد کر سکتا ہے۔ سائی بابا نے اس کے خیالات کو پڑھ لیا اور نانا صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا:۔

”ارے نانا صاحب! صرف وہ آدمی پیاز کھا سکتا ہے جو اسے ہضم کرنے کی سکت رکھتا ہے۔ دوسروں کو اسے ہرگز نہیں کھانا چاہیے“ یہ سن کر یوگی حیران ہو گیا اور اس کے بعد وہ بابا کے قدموں پر گر پڑا۔ اس نے صاف دلی سے بابا کو اپنی دشواریاں بتائیں اور ان کا حل بابا نے اس کو سمجھایا۔ اس طرح وہ بہت خوش ہو کر بابا سے اودی لینے کے بعد وہاں سے واپس چلا گیا۔

سولھواں باب

عبادتی بندوں کو پیار

ابتدائیہ

آدمی کی روح تین عناصر سے بنی ہے جن کے نام ستوگن، رجس گن اور تمس گن ہیں لیکن مایا کے جال میں پھنس کر وہ یہ اپنی فطرت بھول جاتا ہے جو "وجود، علم اور نجات" پر مشتمل ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہی کرنے والا اور لطف اٹھانے والا ہے اور اس طرح وہ کبھی نہ ختم ہونے والی مشکلات میں خود کو پھنسا دیتا ہے اور ان سے نجات کی راہ نہیں جانتا۔ اس سے نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ ہے گورو کے قدموں سے عقیدت و محبت۔ سب سے بڑے کھلاڑی اور ایکٹر سائی مالک نے اپنے بھگتوں کو خوشی عطا کی ہے اور انھیں اپنے وجود کا حصہ بنایا ہے۔

ہم سائی بابا کو پرماتما کا اوتار تصور کرتے ہیں جس کی وجوہات پہلے ہی بیان کی جاچکی ہیں لیکن انھوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ وہ پرمیشور کے ایک وفادار غلام ہیں۔ انھوں نے لوگوں کو اپنے فرائض کے راستے دکھائے۔ انھوں نے کسی بھی طرح سے دوسروں کی نقل نہیں کی اور نہ انھیں ان کے لیے کچھ کرنے کے لیے کہا۔ ان کے لیے جو خدا کو ہر متحرک غیر متحرک شے میں دیکھتے تھے۔ انھوں نے کبھی خدا ہونے کا دعوا نہیں کیا لیکن وہ خدا کے ایک ادنیٰ غلام تھے اور ہمیشہ "اللہ مالک" کہہ کر اسے یاد کرتے تھے۔

ہم نہیں جانتے کہ سارے صوفی سنت کس طرح کا عمل کرتے ہیں وہ کیا کرتے